

افکار و تاثرات بنام مدیر

مجموعہ مکاتیب مشاہیر -- قدر شناسوں کی نظر میں

حضرت مولانا ابن الحسن عباسی صاحب

مدیر ماہنامہ ”دقائق المدارس“ و ماہنامہ ”حیاء و انجسٹ“

حضرت مولانا ابن الحسن عباسی صاحب کے ”الحق“ و ”مشاہیر“ پر تاثرات

استاذ العلماء حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا نام گرامی محتاج تعارف نہیں، وہ ایک ہمہ پہلو شخصیت ہیں اور ان کی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے، ویسے تو وہ پاکستان میں ایک سیاسی اسلامی رہنما کی حیثیت سے بھی شہرت رکھتے ہیں اور عوام کی ایک بڑی تعداد میں ان کی شناخت کا یہی حوالہ معروف ہے..... لیکن اس ناکارہ کے نزدیک ان کی شخصیت کا علمی حوالہ اس سے کہیں بلند ہے۔

”دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک“ پاکستان ہی نہیں برصغیر پاک و ہند کا بڑا دینی ادارہ ہے، جہاں سے ہر سال دستار فضیلت حاصل کرنے والے فضلا کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہوتی ہے..... ملک و ملت کے کئی ممتاز رہنما اسی ادارے کے فاضل اور تربیت یافتہ ہیں، جہاد افغانستان کی صف اول کی قیادت یہیں کی خوشہ چین رہی، مولانا محمد نبی، مولانا یونس حقانی، پروفیسر سیاف اور مولانا جلال الدین حقانی، اسی چشمہ فیض سے وابستہ رہے اور ”دارالعلوم حقانیہ“ ہی کی نسبت سے خود کو حقانی کہتے رہے۔ حال ہی میں عالمی سطح پر شہرت پانے والا ان ہی رجال باصفا کا ”حقانی نیٹ ورک“ ہے جو طاغوتی قوتوں کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔

پاکستان میں اسلامی سیاست کے صف اول کے رہنما حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ بھی اسی ”دارالعلوم حقانیہ“ کے فاضل ہیں، انہوں نے علوم دینیہ کی تقریباً ساری تعلیم یہیں حاصل کی اور نو سال تک یہاں سے طالب علمانہ فیض اٹھاتے رہے۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے جس انداز سے اپنے عظیم والد کے بعد اس ادارے کو بڑھایا، سنوارا اور اس کے فیض کو عام کرنے کے لیے ممتاز محدثین اور اساتذہ کو جمع کر کے وہاں کے منصب درس و تدریس کی رونقوں کو نہ صرف یہ

کہ بحال رکھائیں کہ اسے مزید جلا بخشی، یہ ان کے تدبیر، فہم و بصیرت، علمی ذوق، علمی میراث کے تحفظ اور اہل علم کی قدر دانی کا ایک نمونہ ہے، انہوں نے اس علمی ادارے کی آبیاری میں سیاسی پکڑ ٹٹیوں کے بیچ و خم اور ذاتی پسند و ناپسند سے بالا ہو کر بڑی وسیع نظر فی کا مظاہرہ قائم رکھا، ان کی اسی مدبرانہ پالیسی اور مومنانہ صفات کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم حقانہ آج بھی طالبان علوم نبوت اور اہل حق کے سلیب رواں کا پاکستان میں سب سے بڑا مرجع ہے۔

مولانا سید الحق صاحب مدظلہ کا ایک بڑا کارنامہ ماہنامہ ”الحق“ کا اجراء ہے جو گزشتہ چالیس سال سے روشنی نکھیر رہا ہے، ”الحق“ نے ایوانوں اور بیابانوں میں حق کی صدا بلند کی اور عرصے تک ویران راستوں کے اندھیروں میں قندیل ایمانی بنا رہا، نہ جانے جیسے ہوئے کتنے مسافر اس سے درست سمتوں کی رہنمائی لیتے رہے!!

”الحق“ کا جب بھی ذکر آتا ہے، مجھے فکر و خیال، عمر رفتہ کی تلخ و شیریں حقیقتوں سے آزاد کر کے بچپن کی حسین کائنات کی دل کشیوں میں لے جاتا ہے..... دریائے اہلسین کے ساتھ گاؤں کی مسجد، جہاں لکڑی کی سیاہ رنگ کی الماری کے اوپر ”الحق“ کی جلدیں پڑی رتیں، انہیں اٹھاتا، عمر ابھی گیارہ بارہ برس ہی ہوگی، ان میں مولانا سید الحق صاحب کے دلولہ انگیز اداریے پڑھتا، ان کے قلم کی روانی و سلاست اور مد و جزر کی حلاوت آج تک محسوس ہو رہی ہے، اس مسجد کے بورڈ پر بیٹھ کر خان بابا غازی کاٹلی کے مضامین پڑھے، مولانا شمس الحق افغانی کی تحریریں دیکھیں، مضطرب عباسی، مولانا انظر شاہ کشمیری کی حقیقات نظر سے گزریں، مولانا عبدالحق صاحب کے مواعظ و نصائح کا مطالعہ کیا اور مدینہ منورہ میں مقیم اپنے خاندان کے بزرگ مولانا عبدغفور عباسی کی اصلاحی مجالس اور ملفوظات سے مستفید ہوا، جنہیں مولانا سید الحق صاحب نے وہاں رہ کر قلم بند کیا، آزادی ہند کے رہنما حضرت مولانا عزم گیل صاحب، تابعدار روزگار محدث مولانا نصیر الدین غور غوثی اور سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ و محدث مارتونگ بابا سے تعارف ہوا..... یہی پر استاذ محترم مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی وہ نظم پڑھی جو انہوں نے چاندنی رات میں دیائے کابل کی سیر کرتے ہوئے کشتی میں مولانا سید الحق صاحب اور دیگر احباب کو سنائی تھی، جس کا سرنامہ ہے

توحسن کا چیکر ہے تو رعنائی کی تصویر : مجبور بہاروں کے حسین خوابوں کی تعبیر

درخشاں ہے تیرے ماتھے پہ آزادی کی تصویر : اے وادی کشمیر، اے وادی کشمیر

”الحق“ نے علمائے سرحد کی سوانح و حیات اور ان کے علمی کارناموں کے تعارف میں بھی مرکزی کردار ادا کیا اور علم و ہنر کے کم نام گنج ہائے گراں مایہ ”الحق“ ہی کے ذریعے متعارف ہوئے، ”الحق“ کے معیار کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک زمانہ میں اردو کے نامور ادیب اس پر بحث کر رہے تھے کہ اردو رسائل و جرائد میں سب سے عمدہ نثر کس رسالے کی ہے، اس مجلس میں پروفیسر حسن عسکری بھی تھے، سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ اکوڑہ خٹک کا ”الحق“ سب سے بہترین نثر کا حامل رسالہ ہے۔ اردو کے نامور محقق اور بے نظیر ادیب مشفق خواجہ مرحوم کی مجلسوں میں یہ ناکارہ جاتا رہا، ”الحق“ کا ذکر بڑی عقیدت و احترام

کیساتھ کرتے اور اسکے معیار اور خدمات کو سراہتے۔ ”الحق“ آج بھی برادر مولا ناراضہ الحق صاحب کے زیر ادا رت برابر شائع ہو رہا ہے۔

پختون وادی سے نکلنے والے اس مجلہ نے اہل زبان و ادب میں اپنے معیار کی بنا پر جس طرح حیران کن پذیرائی حاصل کی، اسی طرح مولانا سید الحق صاحب کا حیران کن کارنامہ مشاہیر کے خطوط و مکاتیب کا زیر نظر مجموعہ ہے، جو سات ضخیم جلدوں میں مرتب ہو کر شائع ہوا۔ اس ناکارہ کے نزدیک یہ اردو ادب کی تاریخ و مکاتیب و خطوط کا خاتمہ اور مولانا سید الحق صاحب کے علم اور اہل علم کی قدردانی کی حیران کن لازوال مثال ہے کہ انہوں نے معروف اور غیر معروف تمام حضرات کے خطوط اپنے پاس محفوظ رکھے، یہاں تک کہ اگر کسی نے ان کو کسی تقریب کی دعوت دی ہے یا کسی تہوار اور خوشی پر مبارک باد دی ہے اسے بھی انہوں نے محفوظ رکھا۔

بطور لطیفہ عرض کئے دیتا ہوں، کچھ عرصہ قبل اردو یونے والے چند علماء میرے پاس آئے، قوموں اور علاقوں کے مزاج کا ذکر چلا تو ازراہ تعفن کہنے لگے: ”پختون علماء میں نظم و ضبط نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی.....“ میں نے عرض کیا: ”آپ کے پاس اکابر کے اعتبار سے بے مثال نظم و ضبط کے حوالے سے ایک ہی معتبر حوالہ ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا اور وہ قد حار ی پٹھان ہیں“..... یہ انکشاف ان کے لیے حیران کن رہا۔ مولانا سید الحق صاحب کا مرتب کردہ یہ مجموعہ بھی اسی طرح کا حیران کن کارنامہ ہے۔ مولانا نے صرف چند خطوط جمع نہیں کیے بل کہ ان پر مفید عنوانات، حواشی میں ان کا پس منظر، شخصیات کا مختصر اور جامع تعارف، سیاسی اور غیر سیاسی اہم واقعات کی تفصیلات لکھ کر اسے ایک تاریخی دستاویز بنا دیا ہے جو ہماری گذشتہ پون صدی کی علمی، تہذیبی، سیاسی، ملی اور جہادی تاریخ کا درخشاں باب اور مولانا کے کمال ذوق کا ثبوت پارہ ہے۔ مولانا سید الحق صاحب کے اسی بلند علمی پہلو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس مجموعہ کی تقریب رونمائی میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے فرمایا:

”مولانا سید الحق، ہر معاملہ میں میرے پیش رو بھی ہیں، وہ ہر معاملہ میں مجھ پر سبقت لئے ہوئے ہیں، انہوں نے ”الحق“ جاری کیا، ان کے بعد ”البلاغ“ جاری کیا گیا اور ان ہی کی اقتدا کی، یہ میرے پیش رو بھی ہیں، محسن بھی بلکہ میرے رہبر اور رہنما بھی..... میرے علم اور میرے ناقص مطالعہ کے اندر کسی زبان میں، مثلاً: فارسی، اردو، عربی، انگریزی اور جتنی زبانیں میں جانتا ہوں اس میں کوئی ایسی کتاب مجھے یاد نہیں آ رہی جس میں اتنی بڑی تعداد کے علماء، دانشور، اولیاء، صوفیاء، اہل قلم اور سیاست دانوں بلکہ مختلف الجماعت لوگوں کے مکاتیب کو جمع کیا گیا ہو، میری دانست میں میرے علم کی حد تک کوئی ایسی کتاب اس سے قبل نہیں آئی“.....

مولانا سید الحق صاحب نے پہلی، چھٹی اور ساتویں جلد کے لیے جو پیش لفظ لکھا ہے، وہ بھی سدا بہار ہے، اسے پڑھ کر مولانا کے قلم کی بے ادنیٰ یادیں تازہ ہو گئیں، ایک اقتباس آپ بھی پڑھیں:

”محکوم قوموں کو آزادی اور ان کی بگڑی تقدیروں کو ایسے ہی مردانہ درویش اور خلعت افغانیت سے نوازے گئے شاہیں صفت، حکیم پوش نوجوان ہی سنوارا کرتے ہیں جو سلطان کی درگاہ کی چوکھٹ اور بادشاہوں کی دلیز سے کنارہ کش اور باغی رہتے ہیں۔ فتح و کامیابی کے چاند ستاروں پر کندیں ہمیشہ فاقہ مست اور ٹوٹی ہوئی جوتیوں والے ہی ڈالا کرتے ہیں، جن کی نگاہ بلند اور عقابی روحیں اسباب و سپاہ کی زیادتی پر نہیں بلکہ وہ اپنی جرات مومنانہ اور خون کے نذرانوں سے فضائے بدر کا سماں پیدا کرتے ہیں۔ بہر حال مرد میدان، بندہ دہقانی اور مجاہد کوستانی افغانوں نے برطانوی سامراج، روسی طاغوت اور اکیسویں صدی میں عالم کفر کے سب سے بڑے امریکی بت ”لات“ اس کے نوروڈ آرڈر اور نیٹو کے ”سومنات“ سمیت دنیا بھر کے چھوٹے بڑے بتوں کے نظاموں کو توڑ کر اور نئی صلیبی جنگ میں انہیں شکست و ریخت کے بعد ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ وہی محمد جدید کے محمود غزنوی، فاتح سکندرو ذوالقرنین، سلطان صلاح الدین ایوبی، شہاب الدین غوری، سلطان محمد فاتح، احمد شاہ ابدائی، جمال الدین افغانی، علامہ اقبالؒ کے تصوراتی ”محراب گل“ افغان کے حقیقی کردار اور ملا محمد عمر حفظہ اللہ تعالیٰ کے جانشین اسلام و ہلال کی آمد اور فاتح زمانہ ثابت ہوئے ہیں۔

افغان باقی کو سارہااتی الحکم للہ ! الملک للہ !
والسلام: (مولانا) ابن الحن مہاسی

باسمہ تعالیٰ

۶ اکتوبر ۲۰۱۱ء

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا سید الحق صاحب مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیریت عدم مطلوب! آداب و تسلیمات کے بعد رب ذوالجلال کے بارگاہ کریمانہ میں عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ حضرات کے جملہ مساعی جلیلہ اور خدمات دیدہ عند اللہ مقبول ہو کر ہدایت عامہ کا سبب بنیں اور انجسرم اور مشائخ کرام کیلئے تاقیامت باقیات الصالحات اور صدقات جاریات ہوں۔ آمین۔

مکرمی چند روز پہلے راقم نے روزنامہ اسلام میں آپ حضرات کا آل پارٹیز کانفرنس سے کیا ہوا خطاب پڑھا۔ آپ کے خطاب سے جذبات و احساسات میں ایک لچل چل گئی اور سینے میں ایک چنگاری بھڑک اٹھی۔ اور جذبات میں وہ تلاطم پیدا ہوا کہ معلوم نہیں اسے کس طرح زیب قرطاس کروں؟ سچ ہے کہ: آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہا سکتا نہیں آپ کی جرات و ہیما کی ہر ہر سطر سے ٹپک رہی تھی۔ یقیناً آپ کا یہ اعزاز شاہانہ و بے باکانہ تمام مذہبی جماعتوں کیلئے قابل تقلید ہے۔ آپ بلا مبالغہ افضل جہاد لڑ رہے ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ایک ارشاد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ: ”افضل جہاد ظالم و جابر حکمران کے آگے کلمہ حق کہنا ہے“۔ آپ کے خطاب کے متعلق دل میں بہت کچھ ہے مگر کیا کروں؟